1

مثنوی

# کلمۃ الحق

از

شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالؔی

باہتمام اسحاق علی علوی

الناظر پریس واقع لکھنؤ میں چھپا

سنہ ۱۹۱۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# مثنوی

# کلمۃ الحق

اے راست گوئی کیا قہر ہے تو
سنتے کوئی تجھ سے کڑوی نہ ہو گی
ہے ناگوار پہچان تیری
یاروں کو کرتی اغیار تو ہے
رشتے ہزاروں تو نے توڑائے
سقراط کو زہر تو نے دلایا
بے جرم مسموم تو نے کرائے
رخنے عرب میں تو نے نکالے
موسےٰ کو مدیں تو نے بھگایا
تو نے صلہ میں بخشے ہیں اکثر
مظلوم کتنے تیرے سہارے
خونخوار لشکر ہیں ساتھ تیرے
تیرے جلو میں سو اُسیاں ہیں

اے حق کی تلخی کیا زہر ہے تو
حنظل میں بھی ایسی تلخی نہ ہو گی
الحق مُرٌ ہے شان تیری
چلواتی گھر گھر تلوار تو ہے
باپوں سے بیٹے تو نے چھڑائے
شبیرؓ کو قتل تو نے کرایا
سولی پہ معصوم تو نے چڑھائے
بدر و حنین میں رن تو نے ڈالے
احمدؐ سے مکہ تو نے چھڑایا
سولی کے اور رنگ کانٹوں کے افسر
ایلی ہی ایلی کہتے سدھارے
رنگین لہو سے ہیں ہاتھ تیرے
سنگت میں تیری تنہائیاں ہیں

تدبیر ہی تو ناکامیوں کی
نوآشتی کی رہتی ہو دشمن
قطع و برش ہے تاثیر تیری
ہوتی ہے جس جا تو جلوہ گستر
پڑتی ہے ہل چل ہر مرحلے میں
حق معبد دل میں ہوتا ہے داخل
اٹھتا ہے عملات اور صفا کا
عبرانیوں کا اُٹھتا ہے پرچم
ہوتے ہیں اغیار احمدؐ کے ساتھی
اے راست گوئی اے تیغ براں
سب وحشت آگیں مضموں ہیں تیرے
گُن تیرے جن پر ظاہر ہوئے ہیں
امڈا جہاں سے سیلاب تیرا
اٹھتی ہیں دل سے جب تیری موجیں
دیتی ہو ہمت ان کو سہارے
عزم ان کے مشکل کرتا ہو آساں
چھا جائے ظلمت گو بحر و بر میں
زور ان پہ تیرے ہیں آشکارا
عظمت جہاں ہے تیری سمائی

تقریب سے تو بدنامیوں کی
تو مصلحت سے رکھتی ہو ان بن
رہتی ہے ننگی شمشیر تیری
دفتر بہت سے ہوتے ہیں ابتر
آتی ہے دنیا اک زلزلے میں
ہوتے ہیں جھوٹے معبود باطل
ہوتا ہے گھر پر قبضہ خدا کا
صف قطبیوں کی ہوتی ہے برہم
بو جہل کے سب چھٹتے ہیں ناقی
تیرا مخالف کیوں ہو نہ دوراں
زنت مصلحت پر شب خوں ہیں تیرے
وہ تیری دُھن میں آخر ہوئے ہیں
پھیرے ہاں کشتی ٹھہری نہ بیڑا
ہوتی ہیں نازل وہاں حق کی فوجیں
کرتی ہو امید نہیاں اشارے
دل اُن سے لاکھوں کرتا ہے پیماں
ہے روز روشن اُن کی نظر میں
مٹھی میں ان کے عالم ہے سارا
برکت وہاں ہو نظر دل میں رائی

شاہوں سے گردن جھکتی نہیں واں ۔ طوفان میں کشتی رکتی نہیں واں
اے راست گوئی تو ہے وہ افسوں ۔ سنکر بھی دل ہے جیسے ہیں نشتروں
تلخی میں تیری طرفہ مزا ہے ۔ ہر دل میں چبھتی تیری ادا ہے
تونے جہاں دی آواز جا کر ۔ لاکھوں سر اُٹھے تیری صدا پر
ہوتی ہے دھیمی پرواز تیری ۔ بڑھتی ہے کم کم آواز تیری
پھر دوڑتی ہے یوں مردوں میں ۔ جس طرح آتش لگتی ہے بَن میں
بنتے ہیں دشمن انصار تیرے ۔ ہوتے ہیں قیدی احرار تیرے
پطرس نے چھوڑے یار آشنا سب ۔ پردوں میں دیکھی تیری ادا جب
ڈالا عمر پر جب تونے سایا ۔ ارقم کے گھر میں آ سر جھکایا
آہٹ سے تیری کرتے ہیں جو رم ۔ ہیں گدگداتے دل اُن کے ہر دم
جوں جوں وہ زد سے کرتے ہیں دوری ۔ ضرب اُن پہ تیری پڑتی ہے پوری
جاتا ہے آہو جب چوٹ کھا کر ۔ گرتا ہے آخر کچھ دور جا کر
بچتے کبھی ہیں جو وحشی بدکتے ۔ پھر پھر کے تجھ کو جاتے ہیں تکتے
گو حق کی تلخی پائے ہوئے ہیں ۔ پر چوٹ دل پر کھائے ہوئے ہیں
بھاگے ہیں کھا کر زخم نہاں وہ ۔ جا سکینگے بچ کر تجھ سے کہاں وہ
دلدوز ہیں سب تیری ادائیں ۔ کڑوی ہیں ساری تیری دوائیں
زہر ہلاہل برسوں پئیں جب ۔ بیمار تیرے پائیں شفا تب
دیتی ہے اول تو زخم کاری ۔ مرہم کی آخر آتی ہے باری
کل ہو مسرت ہے آج غم تو ۔ دیتی ہے امرت کہتی ہے سم تو

ہوتی ہے سچ سے جب سب کو نفرت | تو جھوٹ پر واں کرتی ہے لعنت
جس جا تعصب ہے عین ایمان | انصاف کا غل کرتی ہے تو واں
رسم سلف پہ مرتے جہاں ہیں | رسموں پہ حملے تیرے وہاں ہیں
تقلید جس جا ہے طوق گردن | تقلیدیوں سے ہے تیری اَن بَن
کرتی ہے واں تو واعظ کو رسوا | ہے وحی مُنزّل قول اس کا جس جا
واں مقبولوں پر ہیں تیرے دھاوے | ہیں مثل قرآن جس جا فتاوے
پجتی ہیں قبریں جب اولیا کی | تو ہے دُہائی دیتی خدا کی
جس ملک میں ہے جاری غلامی | ہوتی ہے واں تو بردوں کی حامی
غل بھیڑیوں کا پڑتا جہاں ہے | تو بکریوں کی واں پاسباں ہے
زہر اُس عسل کو ہے تو بتاتی | جسمیں حلاوت ہے سب کو آتی
اُس نیش میں تو کہتی شفا ہے | نیش اجل کا جس میں مزا ہے
ہندی میں تیری تازی کی بُو ہے | مشرق میں کہتی مغرب کی تو ہے
جس سرزمیں میں پانی ہے عنقا | تو چھیڑتی ہے واں ذکرِ دریا
ہر سو جہاں ہے طغیان باراں | شور العطش کا کرتی ہے تو واں
سانپوں کا خطرہ پاتی جہاں ہے | اندھوں کے آگے کرتی فغاں ہے
طوفان کی آہٹ پہلے سے پاکر | بیڑوں میں چرچا کرتی ہے جاکر
ڈاکے کی آمد ڈاکے سے پہلے | کہتی ہے جاکر تو کارواں سے
بُلبُل ہے گل پر جب چہچہاتی | اُس دم خزاں سے تو ہے ڈراتی
پاتی ہے گھر میں جب کچھ دھواں تو | آگ آگ کا غُل کرتی ہے واں تو

جب دیکھتی ہے قومیں بگڑتی — ہے آگ میں تو قوموں کے پڑتی
کرتی ہے ظاہر اُن کی خطائیں — دیتی ہے اُن کو پیچیدہ رائیں
گہ منعموں پر ہے تو برستی — گہ جھاڑتی ہے مفلس کی مستی
دیتی ہے طعنے بے غیرتوں کو — کرتی ہے رسوا بے عزتوں کو
للکارتی ہے تو کاہلوں کو — جھنکارتی ہے تو جاہلوں کو
جھڑکی ہے تیری عادت میں داخل — تُرشی ہے تیری طینت میں داخل
بگڑے ہیں تجھ سے دل بے نہایت — لاکھوں نے کی ہے تیری شکایت
یاں نام تیرا جس نے لیا ہے — عالم کو اپنا دشمن کیا ہے
احکام تیرے ٹلتے رہے ہیں — تیرے نوشتے چلتے رہے ہیں
پہنچایا جس نے پیغام تیرا — جمہور میں وہ بدنام ٹھہرا
کتنوں نے جانا ساحر نبیؐ کو — کتنوں نے مانا کافر علیؓ کو
طوفاں اُٹھائے اہلِ ہُدیٰ پر — بہتان باندھے زین العباؓ پر
نعمانؓ کو دی بدعت سے نسبت — کی شافعیؓ پر برپا قیامت
مالک پہ لائے آفت جفا جو — یہاں تک کہ اُکھڑا مفصل سے بازو
کی ابن حنبلؒ کی یہ مدارا — چہرہ پہ تھوکا کوڑوں سے مارا
نکلے ائمہؒ اکثر وطن سے — خالی ہوا ہے ابن حسنؓ سے
کتنوں کی باندھیں ذلت سے مشکیں — کتنوں کے رسی ڈالی گلے میں
مرتد بتایا اہلِ یقیں کو — ٹھہرایا زندیق ارباب دیں کو
اے کلمۂ حق تیری بدولت — مردوں پہ گذری کیا کیا مصیبت

ٹھہرے جہاں میں بیگانے سب سے / تجھ پہ ہوئے وہ دیوانے جب سے
دنیا نے اُن پر گو ظلم توڑا / دامن انھوں نے تیرا نہ چھوڑا
ہے تلخ و شیریں ہر بات تیری / سننے میں کڑوی کہنے میں میٹھی
کانوں کو تو ہے گو نا گوارا / منہ سے نکلنا تیرا ہے پیارا
جو جنسِ حق سے بھاگے بگڑ کر / حق اُن کو لایا گردن پکڑ کر
حق کے سب آخر طالب ہوئے ہیں / تب حق کے دعوے غالب ہوئے ہیں
ہوتا نہ ہرگز جگ میں اُجالا / حق کا نہ ہوتا گر بول بالا
اے ذات گویا اے ابرِ رحمت / ہے اس چمن میں سب تیری برکت
گر تو نہ ہوتی یاں سایہ افگن / برباد ہوتا کب کا یہ گلشن
عالم ہے سرسبز تیرے قدم سے / آباد یہ گھر ہے تیرے دم سے
باغِ جہاں کو چھانٹا ہے تو نے / اکثر خزاں کو ڈانٹا ہے تو نے
تو بیکسوں کی یاور رہی ہے / تو گمرہوں کی رہبر رہی ہے
جن بستیوں میں تو چھپائی / کھیتی انھیں کی یہاں لہلہائی
بندا نہیں جس جا تو نے زباں کی / نکبت نے منزل آکر وہاں کی
رہبر نہ ہوتا گر نور تیرا / یوناں میں ہوتا ہر سو اندھیرا
گر مصر کی تو کھوتی نہ حامی / مصری نہ ہوتے عالم میں نامی
سیریا میں حق کا جھنڈا نہ گرتا / سایہ اگر واں نہ تیرا پڑتا
جنبش نہ ہوتی گر تیرے لب کو / قبلہ نہ کرتے خاک عرب کو
ہوتے رہے ہیں سب ملک و ملت / سرسبز تجھ سے نوبت بہ نوبت

مشرق میں جب تھی تیری حکومت
چھائی ہوئی تھی مغرب میں ظلمت

جب دور تیرا مغرب میں آیا
مغرب کو تو نے مشرق بنایا

کھلتے رہے ہیں گل تیرے ہر سو
مہکی ہے اکثر یہاں تیری خوشبو

گر تجھ میں تلخی حد سے سوا ہے
پر تیری دارو صحت فزا ہے

ہر بول تیرا جوشِ غضب ہے
ہے حق کی آواز راہ طلب ہے

گو علم کی تو ہے زندگانی
پر جہل تیرا دشمن ہے جانی

جاہل ہمیشہ تجھ سے لڑے ہیں
نادان ہزاروں تجھ سے اڑے ہیں

لاکھوں بلائیں آئیں ہیں تجھ پر
اکثر گھٹائیں چھائی ہیں تجھ پر

ملکوں نے حملے تجھ پر کیے ہیں
قوموں نے تجھ سے بدلے لیے ہیں

اے کلمہ حق اے سرِ یزداں
جس وقت ہو تو پردہ سے عریاں

ہوں تیرے جس دم انصار تھوڑے
دشمن بہت ہوں اور یار تھوڑے

عالم ہو تیرا جب ناشناسا
حالیؔ کو رکھیو اپنا شناسا